Tarjihaat
Volume:III
Issue: XI-XII
نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳
Nov-Dec. 2023
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

ڈاکٹر ذکیہ رانی
استاد و مشیرِ امورِ طلباء، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

اردو ادب کا متحرک محقق: ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

علامہ شبلی نعمانی نے حسرت موہانی کے متعلق کہا تھا کہ ''صحافی بھی ہو، شاعر بھی، بنیے بھی ہو سماجی کارکن بھی اور اب سیاست دان بھی ہو گئے۔۔۔ تم آدمی ہو یا جن''!

آج جس شخصیت کے بارے میں یہ مضمون لکھ رہی ہوں وہ صحافی نہیں، سیاست دان نہیں اور نہ ہی بنیے! لیکن شاعر ہیں، ادیب ہیں، محقق ہیں، پیتھولاجسٹ ہیں اور فزیشن بھی اس حوالے سے اگر علامہ شبلی کے قول میں ترمیم کی جائے تو آج ہمارے درمیان ایک ایسی ہی شخصیت ہیں کہ ان کے کارہائے نمایاں انھیں 'جن' کہنے پر مجبور کر رہے ہیں!

طب کی دنیا کا ماہر فزیزشن سینے میں حساس دل لیے ہوئے عقل و خرد کی گھتیاں سلجھاتے، ادبی تحقیق کا شہ سوار کہ جس نے اردو ادب میں اپنی کثیر تصانیف کی بدولت اپنی نمایاں شناخت بنائی ہے۔ ان کا شوق انھیں پردے سے باہر لایا ہے! اور وہ بڑے شوق سے اردو ادب کے خزینوں میں دلائل و براہین کے ساتھ اپنی تحقیقی سرگرمیوں کی بدولت اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔

ان کا خانوادہ امروہہ کی سادات بستی نوگانواں سے تعلق رکھتا ہے جب کہ سلسلہ نسب حضرت محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاؒ سے جاملتا ہے۔ اسی نسبت سے خواجہ حسن ثانی نظامی انھیں اپنا رشتہ دار کہا کرتے تھے۔ ان کے اجداد نے علم و فضل سے ہمیشہ رشتہ استوار رکھا، ان کے جد نے تقریباً ڈھائی سو برس قبل 'حق الیقین' کے نام سے کتاب تحریر کی جو آج بھی ان کے ذخیرۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔)۱(

ان کے والد سیّد سبطِ نبی دہلی میں جج کے عہدے پر فائز تھے۔ یکم مارچ ۱۹۵۲ء میں سیّد تقی عابدی دہلی میں پیدا ہوئے، بعد ازاں والد کا تبادلہ حیدرآباد ہو گیا اور تعلیمی سلسلہ حیدرآباد میں ایم۔ بی۔ بی ایس پر منتج ہوا۔ بعد ازاں برطانیہ کی گلاسگو یونیورسٹی سے ایم۔ ایس، سی، امریکہ سے ایف۔ سی۔ اے پی کیا یعنی فیلو آف کالج آف امریکن پیتھالوجسٹ بھی ہیں۔ کینیڈا سے ایف۔ آر۔ سی پی کی سند پائی اور فیلو آف رائل کالجز آف فزیشینس ہوئے۔ امریکہ کے بورڈ آف پیتھالوجی کے ڈپلومیٹ بھی ہیں۔

آج کل اونٹاریو کینیڈا کے ایس کاربرو اسپتال سے بحیثیت فزیشن وابستہ ہیں۔ وہیں قیام رکھتے ہیں البتہ کچھ عرصہ ایران میں بھی بحیثیت ڈاکٹر خدمات انجام دیں اور فارسی زبان سے آشنا ہوئے۔ اس آشنائی نے فارسی زبان و ادب کے مطالعہ کی جانب متوجہ کیا اسی عرصہ میں ایرانی خانم ان کے خانۂ دل میں مقیم ہوئیں اور ان کی ہمسفر بنیں، آج بھی ان کی علمی و ادبی اور طبّی ذمہ داریوں میں معاونت کرتی ہیں۔

Tarjihaat
Volume:III
Issue: XI-XII
نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳
Nov-Dec. 2023
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

سیّد تقی عابدی نے علمی وادبی روایت کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔والد جج تو تھے ہی شاعری کا ذوق بھی عمدہ رکھتے تھے۔والد کا ذوق ان میں بھی منتقل ہوا۔انھیں اسکول کے زمانے ہی سے مطالعہ اور شعر و سخن کا شوق ہوا،شعر گوئی کی جانب راغب ہوئے،مشاعرے،بیت بازی کے مقابلے اس دور کی اہم سر گرمیاں رہیں۔بعدازاں حیدرآباد کے معروف اردو روزنامہ سیاست میں ان کے مضامین شائع ہونے لگے۔ مضمون نویسی نے تحقیق کی راہ دکھائی اورانھوں نے اس میدان میں بھی اپنے منفرد انداز کو منوایا۔

تقی عابدی تقریباً 70 کتابوں کی ترتیب وتدوین، تصنیف وتالیف اور تراجم کر چکے ہیں۔ علمِ کلام، علمِ بیان وبدیع، علمِ عروض سمیت اردو ادب کے ناپرسیدہ یا وہ ادباء جو کسی وجہ سے ناقدری وناشناسی کے سبب گوشہ گمنامی میں چلے گئے انھیں تلاش کر کے ان کے ادبی وفنی محاسن اوران کی ادبی قدر ومنزلت کو متعارف کروانا ان کی تحقیقی سر گرمی یا مشغلہ ہے یعنی موصوف تحقیق کی دنیا کے ایسے حکیم ہیں جو گمنام ادیبوں کے معالج کہے جا سکتے ہیں کہ اپنی تحقیقی جراحی سے ان کا علاج کرتے ہیں۔

ان کی متعدد کتابیں شہید (ایرنی فلسفی، مقرر شہید مرتضی مطہری کی تقریر)،جوشِ مودّت، گلشنِ رویا،اقبال کے عرفانی زاویے، انشاءاللہ انشاء،رموزِ شاعری، عروسِ سخن، تجزیہ یادگارِ انیس،اظہارِ حق، مجتہدِ نظم مرزا دبیر،طالعِ مہر،سلکِ سلامِ دبیر، مثنویاتِ دبیر، ابواب المصائب، مصحفِ فارسی دبیر،ذکرِ دُرِ باران،کائناتِ نجم،روپ کنوار کماری،دُرِ دریائے نجف، فکرِ مطمئنہ،خوشۂ انجم،دُربارِ رسالت ﷺ،تاثیرِ ماتم، نجمی مایا،روشِ انقلاب،ھوالنجم، مصحفِ تغزل، تعشق لکھنوی،ادبی معجزہ،غالب دیوانِ نعت ومنقبت،دیوانِ رباعیاتِ انیس،سبدِ سخن، چوں مرگ آید،دیوانِ غالب دہلوی (فارسی) کلیاتِ غالب فارسی (دو جلد،اردو) فیض فہمی، مطالعہ دبیر کی روایت،اردو کی دوشاہکار نظمیں،انتخاب مراثی دبیر،رباعیاتِ رشید لکھنوی، فیض شناسی، مسدسِ حالی،حالی فہمی،بچوں کے حالی،حالی کی نظمیں،حالی کی نعتیہ شاعری،دیوانِ سلام وکلامِ انیس،کلیاتِ سعید شہیدی،امجد فہمی، گلزار کی تخلیقی صنف تروینی (تشریح و تجزیہ) باقیاتِ ونادرات فیض احمد فیض،بُرج شرف، منشی بال مکند بے صبرؔ،مطالعۂ رباعیاتِ فراق گور کھپوری،گلستانِ ہند، تعمیرِ بقا،نندلال نیرنگ سرحدی (شخصیت وفن)، سیّد تقی عابدی کے مقالات کا بن، مولا علیؑ کا بغیر الف کا خطبہ، مسعود اختر جمال اور سعید احمد ناطق لکھنوی کی 'اردو کی مکمل اور جامع منظوم تاریخ' 'اردو زباں ہماری، نظم اردو،اور کلیاتِ فراق گور کھپوری اس امر پر دال ہیں۔

مذکورہ تصانیف کی تعداد ایک طرف اور سیّد تقی عابدی کا منفرد اسلوب ادب کی ان مایہ ناز ہستیوں کی شاعری، فکر اور ادبی محاسن کے مطالعے کے نئے امکانات کو پیش کرتی ہیں۔ تقی عابدی کی جستجو اور تحقیق نے مذکورہ اہلِ فن کی ان خوبیوں کو واضح کیا جو اَب تک کسی وجہ سے اہل ذوق و بصیرت کی نظروں سے اوجھل رہے۔ان کی نظر ادیبوں اور شعرا کی ان قلمی خدمات، خوبیوں اور کمالات کا سراغ لگاتی ہے جو کم ہی کسی کو نظر آتے ہیں۔بطور نمونہ مشتے خروارے دو کتابوں کا حوالہ دینا چاہوں گی۔

مرزا دبیر پر سیّد تقی عابدی نے سات کتابیں تصنیف وتدوین کی ہیں۔ تقی عابدی کا تحقیق کے بعد یہ دعویٰ ہے کہ مرزا دبیر ایسا واحد شاعر ہے جس نے سب سے زیادہ اشعار، سب سے زیادہ رباعیات نظم کی ہیں اور دبیر نے ہی سب سے زیادہ الفاظ کا استعمال

کیا ہے۔ دبیر کا ذکر ہو تو میر انیس کی فنی عظمت ذہن کے دروازے پر دستک دیتی محسوس ہوتی ہے، سیّد تقی عابدی نے اپنی کتاب 'تجزیہ یادگار مرثیہ' میں میر انیس کے صرف ایک مرثیہ 'جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے' کا اس کے محاسن کی بنیاد پر تجزیہ کیا تو یہ حیرت انگیز نتیجہ برآمد کیا کہ انیس کے صرف ایک مرثیہ میں کلام کی خوبیوں اور صنعتوں کی مجموعی تعداد 2129 ہے۔ جب میر انیس کے ایک مرثیہ کی خوبیوں کا یہ حساب ہے تو ان کے دو سو مراثی، سینکڑوں سلاموں، رباعیات، قطعات اور قصائد کی لسانی خوبیوں کا اندازہ کیسے لگایا جاسکتا۔ تقی عابدی کا یہ کارنامہ بلا شبہ بڑے منفرد انداز کا ہے۔ اسی طرح انشا اللہ خاں انشا کو معرکوں اور چشمکوں کی آڑ میں نظر انداز کیا گیا تو اس ملال کا مداوا انھوں نے انشاء اللہ انشا کی حیات و خدمات پر مبسوط تصنیف میں کیا۔

سیّد عابدی کی شخصیت فن اور ادبی خدمات پر ہندوستان اور پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے کم از کم آٹھ اردو اسکالرز تحقیقی مقالے تحریر کر چکے ہیں۔ پاکستان و ہندوستان کے معروف جرائد چہار سو، شاعر، حکیم الامت سیّد تقی عابدی فن شخصیت پر خاص شمارے شائع کر چکے ہیں۔ جب کہ ۲۰۰۷ء میں تقی عابدی کے ادبی قلمی کارناموں کو منظوم انداز میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے پروفیسر عبدالمنان طرزی نے 'فنکار حق شعار' کے عنوان سے کتاب تصنیف کی۔ اس میں تقی عابدی کی سولہ کتابوں پر منظوم تبصرہ کیا گیا ہے۔ (۲)

اکتوبر ۲۰۲۳ء میں ان کی جستجو نے 'باقیاتِ اقبال' کی صورت دنیائے ادب کو اقبال شناسی کے حوالے سے مستند ماخذات سے مزّین کتاب کا تحفہ دیا ہے۔ 'باقیاتِ اقبال' ڈاکٹر تقی عابدی کی تحقیقی تدوین ہے جسے بک کارنر جہلم نے شائع کیا ہے۔ جس میں حکیم الامت، شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی فنی و شعری جہات کے گم شدہ موتیوں کو پرویا گیا ہے، یہ مالا (کتاب) تسوید کرنے میں سات برس صرف ہوئے، جو یقیناً اقبال شناسی میں ایک اہم اضافہ ہے۔

علامہ اقبال کی ادبی و فکری ستائش ان کی زندگی ہی ہیں مارچ ۱۹۳۲ء میں لاہور میں یومِ اقبال کی صورت کی گئی بعد ازاں ماہنامہ نیرنگ کا اقبال نمبر بھی اقبال کی شخصیت و شاعری کے مطالعے کی ابتدائی روایت کا سر خیل بنا۔ ۱۹۳۲ء تا ۲۰۲۳ء، ۹۱ برس کا منظر نامہ علامہ اقبال کی شخصیت اور شاعری پر لاتعداد تحقیقی و تنقیدی مقالات، کتب و رسائل نمبر ہمیں ملتے ہیں۔ علامہ اقبال خود کہہ گئے ہیں:

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے!

اس ضمن میں ۷۱۸ صفحات پر مشتمل ''باقیاتِ اقبال'' کی فہرست پر نگاہ ڈالی جائے تو 'چند لفظ'۔ 'باقیاتِ اقبال کی اہمیت اور افادیت'۔ 'باقیاتِ اقبال کے ماخذات'۔ 'جدول' کے بعد جلی حروف میں 'باقیاتِ اقبال' کی سرخی ہے جس میں ذیلی عنوانات کچھ یوں ہیں۔ مکمل متروک غزلیں۔ غزلوں کے جزوی متروک اشعار، مکمل متروک نظمیں، نظموں کے جزوی متروک اشعار، مکمل متروک قطعات و رباعیات، متروک فردیات/بدیہہ گوئی، متروک قطعات تاریخی، متروک فارسی کلام، تحقیق طلب کام، الحاق کلام، کتابیات۔ کے عنوان سے شامل ابواب اس بارِ گراں مایہ کی وقعت واہمیت پر دال ہیں۔ مذکورہ طویل فہرستِ کتب میں ممکن

Tarjihaat
Volume:III
Issue: XI-XII
نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳
Nov-Dec. 2023
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

ہے کسی کتاب کا اندراج نہ ہو سکا ہو البتہ ان کتابوں کی تحقیقی اہمیت کے ساتھ ان کی اشاعت کا اہتمام بھی نہایت خوبیوں سے مزین ہوتا ہے جو سیّد تقی عابدی کے ذوقِ جمال کی ترجمانی کرتا ہے۔

’باقیاتِ اقبال‘ علامہ اقبال کا چالیس سے بیالیس فیصد کلام جو مروجہ کلیات میں شامل نہیں، ان میں بعض متروک کلام بھی شامل ہے۔ جب کہ اقبال کے فارسی کلام کا اردو روزمرہ میں ترجمہ بھی اس کتاب کی اہمیت کو دوچند کرتا ہے۔ یقیناً ’باقیاتِ اقبال‘‘ علامہ اقبال کے فکری و فنی مطالعہ کی ایک نئی جہت متعارف کرواتی ہے۔

راقمہ کو جب اس کتاب ’باقیاتِ اقبال‘ کی اشاعت کا مژدہ ملا تو ذہن میں پہلا سوال یہی تھا کہ آخر اس کی ضرورت کیا ہے؟ شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی شاعری، فکر اور فلسفہ پر بے شمار مقالات، مضامین و کتب شائع ہو چکیں ہیں اور اس کثرت میں شاعر کی شخصیت اور فن کی اکائی جہاں بازیافت ہوئی وہیں اسے زک بھی پہنچی ہے۔ ’اقبال شناسی‘ باقاعدہ شخصی مطالعہ کا شعبہ قرار پایا اور جامعات میں اقبالیات پر سندی اسناد بھی جاری کی گئیں ہیں۔ پھر اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب ان معروضات سے ملا جو کتاب سے پہلے شامل ہیں۔

’ ’چند لفظ‘‘ کے عنوان سے تحریر کردہ دیباچہ میں فاضل محقق لکھتے ہیں:

’ ’فن کار کی شخصیت اور اس کے فن کو سمجھنے کے لیے فن اور شخصیت دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ علامہ اقبال کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ان کے کلام سے ہی مدد لینا ضروری ہے چناں چہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن کا سارا مستند کلام خواہ وہ متداول شکل میں ہو یا متروکہ، باقیات کی شکل میں اقبال شناسوں کے سامنے پیش ہو، تاکہ اقبال کے فن کا پوری طرح سے جائزہ لے کر اقبال کی فن کاری کا مقام متعین کیا جا سکے۔ گزشتہ ستّر (۷۰) سالوں میں تقریباً نو دس باقیات کے مجموعے اسی لیے زیورِ طباعت سے مُجہز ہو کر مقبول بھی ہوئے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ حکیم الامّت کے ہر مصرعے کی حفاظت کی جائے۔ اقبال کا تقریباً چالیس بیالیس فی صد اُردو کلام ان کے متداول کلام میں شامل نہ ہو سکا، اگرچہ اس متروکہ کلام میں وہ اشعار بھی ہیں جو زبان زدِ عام ہو گئے تھے۔ ہم نے یہاں باقیاتِ اقبال کی اہمیت اور افادیت کو مستند حوالوں سے اقبال شناسی کے لیے ضروری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔)‘‘ ۳ (

بلاشبہ علامہ اقبال بیسویں صدی کے نابغہ تھے۔ ان کی شاعری ان کے عہد کے لامتناہی تغیرات کا عکس لیے ہوئے ہے جب کہ ان کی فکر اور فلسفیانہ افکار فرد او ر دیر وز کی چشم کشا حقیقتوں کا منبع ہیں۔ ان حوالوں سے بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے ’باقیات کی اہمیت اور افادیت‘ میں حیاتِ اقبال سے متعلق سوالات کے جوابات بھی دیے ہیں۔ مثلاً اقبال کی باقاعدہ شاعری کا آغاز ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۳ء کے درمیان میں ہوا، اس کتاب میں جملہ ماخذات سے استناد کر کے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ نیز اقبال نے کس استاد سے باقاعدہ تلمذ کیا۔ اور کن اساتذہ نے ان کے کلام کی نوک پلک سنواری! ڈاکٹر تقی عابدی نے اس طرح کے کئی سوالات کو از خود مرتب کر کے تشفی بخش جوابات بھی دیے ہیں۔ (۴) وہ لکھتے ہیں:

Tarjihaat
Volume:III
Issue: XI-XII
نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳
Nov-Dec. 2023
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

’’اقبال شناسوں اور اقبالیات کے عامی اور عالم کے ذہن میں درجنوں سوالات پیدا ہو سکتے ہیں اسی لیے ہم نے یہ مناسب ،مستند اور مفید راستہ ڈھونڈا کہ تمام تر اہم نکات اور حوالوں کو سوالات کے جوابات میں پیش کریں۔

’’باقیاتِ اقبال‘‘ کب شروع ہوئی، یہ باقیاتِ اقبال کامل کن کن خصوصیات کی حامل ہے۔

ا۔ باقیات کی جمع آوری لوگوں نے کب سے کی ہمیں نہیں معلوم کیوں کہ اقبال کی شاعری کے پرستار ان کے ابتدائی کلام کو اپنی بیاضوں میں جمع کرنے میں منہمک تھے۔

ب۔ ’’باقیاتِ اقبال‘‘ کے اب تک کم از کم آٹھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلا ’’باقیاتِ اقبال‘‘ کا مجموعہ مرتبہ انور حارث ’’رختِ سفر‘‘ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ (ہم نے اسی کتاب میں ماخذات کے تحت باقیات کے مطبوعہ مجموعوں کی تفصیل دی ہے۔)

ج۔ ہمارے ’’باقیاتِ اقبال کامل‘‘ کے علاوہ موجود کوئی مجموعہ بھی کامل نہیں ہے۔ ہم نے باقیاتِ اقبال میں اقبال کا فارسی کلام بھی شائع کیا ہے۔ باقیات کامل پہلا مجموعہ ہے جس میں اقبال کے شامل فارسی کلام کا سلیس اردو ترجمہ بھی کیا گیا۔ ہر ایک غزل، رباعی، قطعہ، مثنوی اور فردیات کا مستند حوالہ دیا گیا ہے۔

د۔ اقبالیات کے طالب علموں، سکالرز اور محققین کی سہولت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے غیر ضروری حوالوں کو جو ناقص طور پر دوسرے مجموعوں میں شامل تھے نظر انداز کر کے مستند حوالوں کے جدول شامل کیے گئے ہیں۔

ہ۔ یہ باقیات اُردو کلام کا کامل نسخہ ہے۔ ہم نے فارسی کلام جتنا بھی ہمیں مل سکا اس کو ترجمے کے ساتھ شامل کیا۔ اگر ہمیں اقبال میوزم یا اقبال آکیڈمی کی بیاضوں کی فوٹو کاپیاں دستیاب ہو جاتیں تو وہ موجود فارسی کلام بھی کامل طور پر اس مجموعے کا حصّہ ہو جاتا، ہم نے کوشش کی مگر افسوس کہ ہمیں بیاضوں کی کاپیاں نہ مل سکیں۔)‘‘۵

اقبال کے متروک کلام کی ’’باقیاتِ اقبال‘‘ میں اشاعت کیوں ضروری ہے جب کہ اقبال نے اپنے متداول کلام میں اسے شامل نہیں کیا۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مدّون نے شعر کو شاعر کی ملکیت تسلیم کیا ہے جب کہ تخلیق کے مشتہر ہونے کے بعد صاحبِ ذوق کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اس سے مستفید ہو، مرزا غالب کے متداول کلام اور متروکات کی اشاعتوں کو بھی بطور روایت بیان کیا گیا ہے جب کہ غالب نے تاکید کہ اُن کا کلام کہیں سے مل جائے تو اسے شامل نہ کیا جائے۔ ڈاکٹر تقی عابدی لکھتے ہیں:

’’اقبال کی ایسی کوئی تحریر نہیں ملتی لیکن ان کے متداول کلام کو جب ان کے باقیات سے مقایسہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے بیالیس (۴۲) فی صد کلام اُردو میں شامل نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔ پس معلوم ہوا اقبال نے تحریری طور پر کوئی ممانعت نہیں کی البتہ اپنی زندگی میں متعدد بار اس روش کو روکا کہ ان سے بغیر پوچھے ان کے اشعار شائع جائیں اور جیسا کہ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ قانونی دھمکیاں بھی دی گئی تھیں۔ ہم اقبال کے اس کلام کو متداول کلام کا حصّہ نہیں بنا رہے ہیں بلکہ اس کو باقیات کے مجموعے میں پیش کر رہے ہیں۔

Tarjihaat
Volume:III
Issue: XI-XII
نومبر۔ دسمبر ۲۰۲۳
Nov-Dec. 2023
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal
WORLD URDU RESEARCH & PUBLICATION CENTRE
WURNP

د: باقیات کے کلام کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبالؔ کی نظروں سے کچھ کلام چُھپا رہا ورنہ اس کو اقبال ضرور شامل کرتے۔ یہ کلام معیاری اور کسی سقم کے بغیر شائع یا بیاضوں میں محفوظ ہو چکا تھا۔ شاید یہ کلام نظرانداز ہونے کی وجہ سے شائع نہ ہوا۔)''٦(

''باقیاتِ اقبال'' میں متروک کلام کی شمولیت سائنٹفک انداز سے کی گئی ہے۔ اس ضمن میں باقیاتِ اقبال کے دیگر شائع شدہ نسخوں جن میں رختِ سفر مؤلف انور حارث، ۱۹۵۲ء، باقیاتِ اقبال مؤلف سیّد عبدالواحد معینی، ۱۹۵۳ء، تبرکاتِ اقبال مؤلف محمد بشیر الحق دیسنوی، ۱۹۵۹ء، سرودِ رفتہ مؤلفین غلام رسول مہر، صادق علی دلاوری، ۱۹۵۹ء، نوادرِ اقبال مؤلف عبدالغفار شکیل، ۱۹۶۲ء، ابتدائی کلامِ اقبال مؤلف گیان چند جین، ۱۹۸۸ء اور باقیاتِ شعرِ اقبال مؤلف صابر کلوروی ۱۹۹۰ء سے باقاعدہ جدول ترتیب دے کر متروکات کی شمولیت، اشتراک اور اختلاف کی نشاندہی کی ہے۔ نیز باقیاتِ اقبال کے ماخذات کے ضمن میں مذکورہ باقیات سمیت اولین ماخذات، متفرق ماخذات اور جدید باقیاتی دریافتوں سے بھی استناد کیا گیا ہے۔ (۷) اس ضمن میں ڈاکٹر تقی عابدی لکھتے ہیں:

''ہم نے ''باقیاتِ اقبال'' میں متروک اشعار کی معیاری، عروضی، موضوعی، سماجی، مذہبی، ادبی اور علمی وجوہات کی اپنی طرف سے دوسرے باقیات کے مرتبوں کی طرح اس لیے نشان دہی نہیں کی کہ ایک بڑے ذہن کو سمجھنے کے لیے پڑھنے والے کا ذہن صاف رہنا چاہیے تاکہ کلامِ اقبال کا فنّی ارتقا، موضوعی رجحان اور ابتدائی، تدریجی اور تکمیلی ادوار کا نقشہ فکر پر نقش ہو سکے۔)''۸(

''باقیاتِ اقبال'' کی اشاعتوں کا سلسلہ ۱۹۵۲ء سے شروع ہوا انور حارث تا صابر کلوروی آٹھ باقیاتِ اقبال منظرِ عام پر آئیں اور ''باقیاتِ اقبال'' مدوّنہ ڈاکٹر تقی عابدی اس سلسلہ کی نویں کتاب ہے۔ ان سلاسل کا سبب بھی ڈاکٹر تقی عابدی نے رقم کر رکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اقبال اشعار اخبارات اور رسائل میں اشاعت کے لیے بھیج دیتے تھے اور اس کی نقل شاید اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ انہی اخبارات اور رسائل میں شائع شدہ کلام کو جمع کر کے ''باقیاتِ اقبال'' کے تمام ترقدیم مجموعے شائع کیے گئے جن میں ''رختِ سفر''، ''باقیاتِ اقبال''، ''تبرکاتِ اقبال''، ''سرودِ رفتہ'' اور ''نوادرِ اقبال'' قابلِ ذکر ہیں۔ اقبال کا وہ ابتدائی کلام جو اخبارات اور رسائل میں شائع ہوا، وہ سارا ان کے متداول کلام میں شامل نہیں کیا گیا اور اقبالؔ نے بڑی حد تک اس کو خارج کر دیا۔ ان منظومات کے حوالے اب تقابل کے لیے مشکل سے ملتے ہیں کیوں کہ اغلب یہ اخبارات اور رسالے اب کمیاب اور نایاب ہو گئے ہیں۔)''۹(

اس کتاب میں صفحہ نمبر ۱۲۷ پہ 'تحقیق طلب کام' کے عنوان میں نظم 'پیغامِ عمل' منقول ہے جس کا مطالعہ اقبال کے فکری میلانات کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کی جانب سیّد تقی عابدی کا متوجہ کروانا محققین کو اس نظم کے زمانۂ تصنیف کی تلاش کی دعوت

دیتا ہے۔ متروک کلام کے ساتھ ساتھ وہ اشعار جو علامہ اقبال کی نسبت سے مشہور ہیں ان کا مع حوالہ اندراج بھی اس کتاب کی وقعت کو بڑھاتا ہے۔

اردو شعر و ادب اور درس و تدرس کی دنیا میں لاکھوں ایسے افراد ہیں جو کسی نہ کسی نوعیت سے اردو کی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں۔ لیکن تقی عابدی شاید واحد ایسے اردو ادیب اور شاعر ہیں جو 'طب کی کمائی کو' اردو ادب پر لٹاتے ہیں۔)۱۰(

ٹورنٹو، کینیڈا میں تقی عابدی کی لائبریری کیا ہے اردو ادب کا عجائب خانہ ہے جہاں ہزاروں قیمتی اور نادر و نایاب مخطوطے اور قلمی نسخے محفوظ ہیاں قلمی نسخوں اور مخطوطوں کو تقی عابدی نے کثیر رقم خرچ کرکے حاصل کیا ہے۔ اگر تقی عابدی کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کے کسی گوشے میں اردو ادب کا کوئی سرمایہ قلمی نسخے مخطوطے یا اور کسی شکل میں موجود ہے تو اپنی تمام تر مصروفیات چھوڑ کر وہ ادبی سرمایہ حاصل کرنے کے لئے نکل پڑتے ہیں اور اسے طلب کردہ قیمت سے زیادہ ادا کرکے حاصل کر ہی لیتے ہیں۔ تقی عابدی کے ادبی عجائب خانے میں ہزاروں مخطوطے جمع ہیں جن کی مالیت کروڑوں میں ہے۔)۱۱(

ڈاکٹر تقی عابدی حاذق ڈاکٹر ہیں لیکن ان کی رگوں میں ادب خون کی مانند گردش کرتا ہے اور وہ گردشِ لیل و نہار میں جہاں اپنے مریضوں کی دوا تجویز کرتے ہیں وہیں اردو ادب کے زخموں پر مرہم تحقیق بھی لگاتے جاتے ہیں۔

سیّد تقی عابدی سائنسی فکر کے حامل ہیں اس لیے جو لکھتے ہیں وہ باون تولہ پاؤ رتی کے مصداق مستند ماخذات سے منقول ہوتا ہے۔ سیّد تقی عابدی دن کے چوبیس گھنٹے، ہفتے کے سات دن اور سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں تقسیم زندگی کے متنوع معمولات میں طبّی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی تحقیقی دنیا سے بھی تعلق کو نبھانے کا ہنر جانتے ہیں، ہر نیا دن ان کے عزم اور حوصلہ کو مزید مستحکم کرتا ہے اور وہ مستقبل کے محققین کے لیے امکانات کے در وا کرکے دعوتِ تحقیق دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ قحط الرجال کی اس صدی میں کہ کتاب پر ڈیجیٹل کتاب کو سبقت، انسان کی فکر و تخلیق پر مصنوعی ذہانت کا جن قابو پانے کی سعی میں مصروفِ عمل ہے ایسے میں درویش صفت، سیلانی محقق اور 'جن' کے اوصاف لیے ڈاکٹر سیّد تقی عابدی کا دم غنیمت ہے۔ بقول علامہ اقبال

ہمیں تو حق و باطل کو جدا کرکے دکھانا ہے

حواشی:

۱(جمال عباس فہمی، ڈاکٹر تقی عابدی، اردو کا نابغہ روزگار عاشق تقی عابدی کی شخصیت، فن اور ادبی خدمات، شائع شدہ:
www.qaumiawaz.com/amp/story/national/doctor-taqi-abdi-is-a-great-literar..

۲(جمال عباس فہمی، محولہ بالا۔

۳(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر،چند لفظ، مشمولہ، باقیاتِ اقبال، جہلم، بک کارنر،اکتوبر ۲۰۲۳ء، ص:۹۔۱۰

۴(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۳۳۔۳۵

۵(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۳۵۔۳۶

۶(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۴۰۔۴۱

۷(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۵۲۔۵۳

۸(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۴۴

۹(تقی عابدی، سیّد،ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۵۳۔۵۴

۱۰(جمال عباس فہمی، محولہ بالا۔

۱۱(جمال عباس فہمی، محولہ بالا۔